نوے (۹۰) دن

شیر کشمیر کی حکومت کی زرعی اصلاحات کا مختصر خاکہ

ہم نے کیا کچھ کیا؟

(۱) جاگیرداری کا خاتمہ کیا

(۲) قرضہ جات کی باضابطہ التوا کی

(۳) بے دخلی مزارعاں کو ملتوی کیا

(۴) بے زمین کسانوں کو زمینیں دیں۔

(۵) بااختیار دیہاتی کونسلوں کی بنیاد ڈالی۔

ہم نے مکمل ذمہ وار نظام حکومت حاصل کر لیا
ہے جو ہمارا سیاسی نصب العین تھا۔ لیکن ہم محسوس
کرتے ہیں کہ محض سیاسی آزادی ہی کافی نہیں۔ اور
اسے مستحکم اور ملک میں امن اور ترقی کا مؤثر ذریعہ بنانے
کے لئے ضروری ہے۔ تاکہ اس کی بنیاد اقتصادی اور
سماجی آزادی پر رکھی جائے۔ ہم نے یہ پکا ارادہ
کر رکھا ہے۔ کہ ہم اس آزادی کو غریب ترین اور ادنے
ترین ہم وطنوں کے لئے بھی فائدہ رساں بنائیں۔ تاکہ یہ
لوگ بھی اپنے ملک کے فدائی بن جائیں۔ حکومت اپنے
ٹھوس اعمال سے انہیں یہ محسوس کرنے میں مدد دیگی۔ کہ
خود وطن بھی ان سے محبت کرتا ہے۔ اور کہ وطن
اسے ایسے مواقع بہم پہنچاتا ہے۔ کہ وہ اپنی ترقی پرور
صلاحیتوں کو بروئے کار لا سکیں۔ بلاشبہ جونہی کہ
حالات اجازت دیں گے۔ حکومت نئے کشمیر کے اقتصادی
پروگرام پر سرگرم عمل ہوگی۔ جس نے لاکھوں انسانوں
کے دلوں میں امید کی شمع روشن کر رکھی ہے۔ کاشتکار

اور مزدور اور کارخانوں میں ماہر اور غیر ماہر کاریگر اور نیز وہ جو گھریلو دستکاری میں لگے ہیں۔ بغیر اراضی کے کاشتکار۔ چھوٹے چھوٹے دوکاندار۔ ادنیٰ کسان اور لوگوں کے دیگر بھولے بسرے طبقوں کو کام کرنے کا موقع بہم پہنچایا جائیگا۔ یہ سب کچھ اس غرض کیلئے پیش نظر کیا جائیگا۔ کہ لوگوں کی اور ملک کی بحیثیت مجموعی ترقی و بہبودی ہو۔ اور حقیقتاً اس مقصد کے حاصل کرنے کا یہی ایک موثر ذریعہ ہے۔ یہ ہماری صدقدلانہ کوشش ہوگی۔ کہ ہم اپنے ہموطنوں میں ایک نئی اُمید اور جدید جذبۂ وقار کی جوت جگائیں۔ تاکہ جہالت اور غریبی دور ہو۔ اور انسان کا انسان سے ناجائز فائدہ اٹھانے کا دور ختم ہو۔ ہم عامی انسان پر اعتماد کریں گے۔ اور پنچایت راج قائم کریں گے۔ جو دیہات اور چھوٹے چھوٹے قصبوں سے لے کر بڑے بڑے شہروں تک کو اپنی لپیٹ میں لے لیگا۔ گو اس طریق کار میں ہم سب کو قربانیاں اور ادل بدل کرنا ہوگا۔ بالخصوص اُن افراد کو جو غریب طبقہ کی پیٹھ پر ہمیشہ سوار رہے ہیں۔ اور اس کے گاڑھے پسینے کی کمائی پر اپنی امیری کا محل استوار کرتے رہے ہیں۔ اس چیز سے کسی کو ڈرنا

نہیں چاہیئے۔ کیونکہ ہم دیکھیں گے۔ کہ یہ تبدیلی پُر امن ہو۔ اور کہیں سختی روا نہ رکھی جائے۔

یہی ہمارا پروگرام اور پالیسی ہے۔ لیکن گو ہم تعمیری اور رفاہ عامہ کے کاموں میں تاخیر نہیں کریں گے مگر وہ جنگ جو ہم بے اُصول اور سنگدل حملہ آوروں سے لڑ رہے ہیں۔ اس بارے میں ہمارے سدِ راہ ہو گی۔

(اقتباس تقریر آنریبل شیخ محمد عبداللہ جو جموں ریڈیو سے ۲۱ مارچ ۱۹۴۸ء کو نشر کی گئی)

اگر اس ملک کے غریب لوگوں کو امداد مہیا کرنے کا آغاز صدقدلانہ جذبہ سے نہ ہوتا تو اس دوران میں جبکہ جنگ فی الحال لڑی جا رہی ہے۔ حکومت سے اس امر کی توقع کرنا قبل از وقت ہو گا۔ کہ وہ اپنے اقتصادی پروگرام اور دفاعی اقدام پر عمل پیرا ہو۔ جیسا کہ آنریبل پرائم منسٹر نے اپنی نشر شدہ تقریر میں وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔

یہ محسوس کیا گیا ہے کہ ان اقدام کی محض ان کے حقیقی اوصاف کی خاطر ہی ضرورت نہ تھی۔ بلکہ مجبور کُن حالات اور موجودہ واقعات کی بناء پر

یہ ہماری جنگی سرگرمیوں کا ایک جزو بن گئے ہیں "نیا کشمیر" کے نکتۂ نظر سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ریاست جموں وکشمیر میں باقی ہندوستان کی طرح کسی قومی حکومت کے بڑے کاموں میں سے ایک کام یہ ہونا چاہیے۔ کہ جدید اور معقول اساس پر زراعتی تنظیم معرض وجود میں لائی جائے۔ اور کسان کے لئے اعلیٰ معیار زندگی کے اسباب مہیا کئے جائیں۔ نیا کشمیر حسب ذیل زراعتی سکیم سے متعلق بنیادی اصولوں کا نظریہ پیش کرتا ہے:-

(۱) زمینداری کا خاتمہ:- ایک رعایت یافتہ جماعت جو خود تو کچھ نہیں کرتی۔ بلکہ دوسروں کی محنت پر جیتی ہے۔

(۲) زمین پر کاشتکار کا حق:- اس کا مقصد زمین نہ رکھنے والے کسان کی زمین حاصل کرنے کی ضرورت کو پورا کرنا۔ اور زمینداری کے کام کو عمدہ طور پر چلانا ہے۔

(۳) امداد باہمی:- بنجر زمینوں کا زیر کار لانا۔ پیداوار اور اقتصادی محنت میں اضافہ کرنا تجربی

مقابلہ کی قلع قمع اور مقامی ذرائع میں ہم آہنگی پیدا کرنا۔

زمینداری ختم کرنے کا اقدام

جاگیرداری کا خاتمہ

زمینداری کے خاتمہ کے لئے اوّلاً تمام جاگیریں واپس لے لی گئی ہیں۔ کونسل آرڈر نمبری مورخہ کے تحت یہ تجویز کیا گیا ہے۔ کہ جملہ عطیات جاگیر پر جن سے مہاراجہ بہادر کے دوران خوشنودی میں تمتع حاصل کیا جاسکتا ہے یا دوامی طور پر "تابع اُن تمام شرائط وفاداری کے یا دیگر مصرح شرائط پر مبنی ہیں۔ یکم بیساکھ سمت ۲۰۰۵ سے واپس لی جائیں۔ لیکن شرط یہ ہے۔ کہ ایسے عطیات حاصل کنندگان کی درخواستوں پر غور کیا جائے۔ جو کافی ذریعہ آمدن نہ ہونے کی وجہ سے یا دیگر وجوہات کی بناء پر گذارہ الاؤنس کے مستحق ہوں۔ بشرطیکہ یہ درخواست واپسی جاگیر کے حکم سے تین ماہ کے اندر پیش کی جائے۔ اور کہ ہر ایک ایسے معاملے کی تحقیقات اور فیصلہ واقعات کی بناء پر کیا جائے۔

مالی مشکلات کے موجودہ وقت میں واپس
شدہ جاگیروں کی کل رقم چھ لاکھ چوبیس ہزار
نو سو پندرہ روپیہ ہے - اور سرکاری خزانہ میں یہ
ایک معتدبہ اضافہ ہوگا - اور سب سے زیادہ یہ کہ
جاگیرداری کے خاتمہ کا مدعا اُس زمینداری کے
تعلقات کو دُور کرنا ہے - جو قبیح قسم کی بدنظمی
اور سماجی اور اقتصادی برائیوں کا حامل تھا. جاگیرداری
کا طریقہ حقیقتاً جملہ لگان داری اراضی پر ایک قسم
کے تعلقات کا قائم کرتا ہے - جو اس ہیئت کا رکو
تشکیل دیتا ہے - جس کے اندر زرعی پیداوار ہوتی
ہے - لگان داری کے مختلف طریقے اور وہ طریقے
جس کے تحت زمین قبضے میں رکھی جاتی ہے - نہ
صرف جملہ پیداوار کی تقسیم - پیداوار کے طریقے کا
تصفیہ کرتی ہے - بلکہ وہ تعلقات بھی قائم کرتے
ہیں - جسے سیاسی اور سماجی اہمیت حاصل ہے
لہذا یہ اقدام جاگیرداروں اور کاروداروں کے کاسہ
لیسانہ وراثتی حقداری کو ختم کرتا ہے - جو
کاشتکاروں کے کندھوں کا بوجھ بنے ہوئے

ہیں۔ بالخصوص جاگیر چنینی کی صورت میں۔

چنینی کے نظم و نسق کو ۵ اپریل ۱۹۴۸ء کو واپس لے لیا گیا۔ اور حسب ذیل احکام جاری ہوئے ہیں:

(۱) جاگیر چنینی کے نظم و نسق کو ریاست مکمل طور پر یکم بیساکھ سمت ۲۰۰۵ سے واپس لے لے۔

(۲) اودھمپور ضلع کے وزیر۔ سب جج۔ تحصیلدار اور دیگر ضلع کے افسران کے اختیار سماعت جاگیر چنینی کے رقبہ پر بھی وسعت پذیر کئے جائیں

(۳) وزیر اور تحصیلدار اودھمپور کو وہی اختیارات سماعت حاصل ہوں گے۔ جو کہ انہیں تحصیل اودھمپور میں ہیں۔

(۴) جملہ مقدمات اور دیگر معاملات کے جو کہ وزیر اور تحصیلدار چنینی کی عدالتوں میں زیر غور ہیں۔ وزیر سب جج اور تحصیلدار بمطابق نوعیت معاملہ اور اختیار سماعت منتقل کئے جائیں۔ جملہ دیگر محکمہ جات مثلاً پولیس۔ جنگلات وغیرہ ضلع اودھمپور کے افسران اپنی تحویل میں لے لیں۔ اور یہ افسران اس امر کے متعلق تحریر کریں گے۔ کہ آیا جاگیر چنینی کا موجودہ عملہ رکھا

جائے یا نہیں۔

راجہ صاحب اور اس کے کنبے کا الاونس مقرر کرنے کے سوال پر علیحدہ غور کیا جائے۔ اور اس بارے میں مناسب وقت پر تجاویز پیش کئے جائیں۔

صوبہ جموں میں پونچھ ایک قانونی جاگیر تھی۔ جس کا رقبہ پچانوے مربع میل اور آبادی بارہ ہزار تھی۔ حال ہی کے سالوں میں یہ جاگیر آمرانہ اور شخصی اختیار کا منبع بنا ہوا تھا۔ اور جیسے کہ شیخ محمد عبداللہ صاحب نے اپنے میمورنڈم میں جو کہ انہوں نے برطانوی کیبنٹ مشن میں ماہ اپریل ۱۹۴۶ء میں نادر قسم کی بدنظمی کے مرقع کے نام سے معنون کیا تھا۔ اس علاقہ کے جاگیردار کے اختیارات اپنی رعایا پر لامحدود تھے۔ اُس نے تجارت پر اپنی اجارہ داری قائم کر رکھی تھی۔ کسان اسامیوں کو ناجائز طور پر بے دخل کر دیا تھا۔ اور نمائشی حیلوں سے زمین فروخت کر دی تھی۔ اور وہ بذات خود ٹیکسوں کا وصول کنندہ۔ عملہ کا مہتمم اور دیوانی اور فوجداری مقدمات کا فیصلہ کرنے والا تھا۔ اس کے علاوہ وہ بہت بڑا بیوپاری اور ساہوکار تھا۔ اگرچہ

مہاراجہ بہادر کے احکام مورخہ ۸ مارچ ۱۹۴۷ء کی رو سے کہ راجہ جینینی کو بالی۔ جوڈیشل اور مجسٹریٹی اختیارات سے محروم کرکے کچھ اصلاح مقصود تھی۔ لیکن اس طریق سے کوئی خاطر خواہ تبدیلی نہ ہوئی۔ اور لوگوں کی بے اطمینانی مسلسل جاری رہی۔ مگر اب یہ دورِ استبداد ختم ہو چکا ہے۔

مقرریوں پر دوبارہ قبضہ

جاگیروں سے گھٹ کے قابل ملامت مقرریوں کی نقدی عطیات کا طریقہ ہے۔ جو اُن افراد کو جاگیروں کے عوض میں عطا کئے جاتے ہیں۔ جو انہیں ان عطیات سے قبل کسی خاص یا عام سیاسی خدمت کے سلسلہ میں تفویض کی گئی تھیں۔ عملاً نقد مقرریوں کا یہ طریقہ جو سیاسی حوصلہ افزائی کے مترادف تھا۔ جمہوری نظام حکومت کے آغاز سے نہ صرف موجودہ صورت حال کے نقیض تھا۔ بلکہ ایک غیر پسندیدہ سیاسی جانب داری پر محمول تھا۔

نقد جاگیروں کے طریق کے تحت ایک بہت غیر مناسب

دستور کو تسلیم کیا گیا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ جاگیردار کو یہ اختیار تمیزی حاصل تھا۔ کہ وہ نقد تفویضگی کو جنس میں تبدیل کر لے۔ اور کسانوں سے غلہ وصول کرے۔ گذشتہ ایام میں ان کو غلہ کے فی من کے عوض چودہ آنے چھ پائی کی یکساں شرح دی جاتی تھی۔ درحالیکہ منڈی میں فی من نرخ دس روپیہ ہوتا تھا۔ مزارع کی ناکامی کی صورت میں اُسے جاگیردار کو غیر مہیا شدہ مقدار غلہ کی قیمت منڈی کی شرح یعنی دس روپیہ کے حساب ادا کرنی ہوتی تھی۔ نہ کہ چودہ آنے چھ پائی کے حساب سے۔ لہٰذا یہ طریق مزارع کے لئے دودھاری تلوار تھی۔ یعنی خواہ وہ جاگیردار کی حسب خواہش غلہ دے۔ جس صورت میں کہ اُسے غلہ چودہ آنے چھ پائی فی من کے حساب سے دینا ہوتا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ بھاری خسارہ برداشت کرتا تھا۔ یا اگر وہ جنس مہیا کرنے سے انکار کرے (جس صورت میں اُسے منڈی کے بہت زیادہ نرخ یعنی دس روپیہ فی من کے حساب سے ادا کرنا ہوتا تھا) تو

جاگیردار اُسے مقررہ یکساں نرخ یعنی چودہ آنے چھ پائی ادا کرتا۔ مثال کے طور پر ایک جاگیردار جس کی نقدی کی جاگیر ہزار روپیہ کی ہوتی۔ تو وہ مزارع سے بطور حق کے گیارہ سو تین من غلے کا مطالبہ کرسکتا تھا۔ جو کہ منڈی کے دس روپیہ فی من والے نرخ کے مطابق گیارہ ہزار تیس روپیہ بنتا۔ یہ طریقہ بھی کونسل آرڈر کی رُو سے اب ختم کردیا گیا ہے۔

جملہ مقرریات جو دوران خوشنودی ہز ہائینس یا دوامی طور پر یا کسی سیاسی یا خاص خدمت یا تاحین حیات تک حاصل تھیں۔ دوبارہ یکم بیساکھ سمت ۲۰۰۷ سے واپس لی جائیں۔ ماسوائے ایسی مقرریات کے جو مذہبی اداروں کو حاصل ہیں۔ جاری رکھی جائیں۔ اور محکمہ دھرم ارتھ انہیں ادا کرتا رہے جو یہ اختیار تمیزی استعمال کرنے کا مجاز ہوگا۔ کہ آیا ایسی مقرریات کو جب کہ وہ مناسب خیال کرے۔ جاری رکھا جائے۔ یا نہ۔ اور جو مقرریات کہ "مذہباتی اور کشتی بانی کے" عوض میں حاصل ہیں۔ وہ بدستور جاری

رکھی جائیں۔

کل رقم جو خزانہ میں ایسے نقد عطیات کے سلسلہ میں پہنچیگی۔ ایک لاکھ ستتھر ہزار نو سو اکیس روپیہ بارہ آنے پانچ پائی ہے

کسان کو زمین دینے کی سعی

۳۔ عطیہ بنجر اراضیات :۔ کشمیر کا خاص پہلو مطابق ہندوستانی زراعت کے یہ ہے۔ کہ فی زمانہ زمین پر آبادی کا زیادہ دباؤ ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ قابل زراعت رقبہ چھوٹے چھوٹے حصوں اور غیر اقتصادی رقبہ جات میں بٹ چکا ہے۔ وہ تعداد افراد جن کے پاس زراعت کے علاوہ کوئی کام نہیں۔ کثرت میں ہے۔ اور حقیقتاً یہ تعداد صحیح کاشتکاری کے نکتہ نگاہ سے زیادہ ہے۔ زمین پر آبادی کا یہ دباؤ نصف صدی سے رو بہ ترقی ہے۔ اور اس کے وجوہ یہ ہیں:

(۱) قدیم دیہاتی اقتصادیات ۔ جو بذات خود مکتفی نہیں کی بے ترتیبی۔

(۲) کشمیر کی عام صنعت پشمینہ کی تباہی جو عرف عام میں داغ شالہ کے نام سے مشہور ہے۔ اور جس نے ملک کے برباد شدہ صنعتی کاریگروں کی خاص تعداد کو زمین کی طرف متوجہ ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔ جس کے نتیجہ کے طور پر بغیر زمین کے زرعی کاشتکاروں کی تعداد میں اضافہ ہو گیا ہے۔ اور

(۳) معدودے چند نئی صنعتوں میں جو حال ہی کے دس بیس سالوں میں قائم ہوئی ہیں۔ اتنی استطاعت نہیں تھی۔ کہ فارغ گھریلو دستکاروں کی کم از کم تعداد کو بھی اپنے اندر کھپا سکے۔ زیر کاشت رقبہ آبادی کے اس دباؤ کا متحمل نہ ہو سکا۔ جس کی وجہ سے بنجر اراضی مشتمل بر قابل کاشت غیر مزروعہ رقبہ جات کو بھی زیر کاشت لایا گیا۔ رواج ملک مراعات عہ جس کی رو سے کسان کو اصلی کاشت شدہ اراضی کی بناء پر سو فیصدی رقبہ بطور شاملات حاصل تھا۔ اس کی امداد کی غرض سے ایک مناسب اقدام تھا۔ لیکن مواضعات جاگیر میں کسان کو مذکورہ مراعات سے پورا استفادہ حاصل نہ ہوا۔ کیونکہ جاگیرداروں اور علاقہ داروں کے حق میں

حسب ذیل احکامات اور اعلانات کے نفاذ سے متذکرہ مراعات پر بہت حد تک خط تنسیخ کھینچ دیا گیا۔

۱۔ اعلان ۵۸ الیف مورخہ ۱۸ بیٹھ اپریل ۱۹۳۱ء

۲۔ احکامات ۱۵۵ سی و ۱۵۶ سی

مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۳۴ء

۳۔ احکام مورخہ ۸ دسمبر ۱۹۳۴ء

ان احکام کا مجموعی اثر یہ ہوا۔ کہ (الف) شاملات تفویض ہونے کے بعد تمام بجز اراضی بطور حق اسامی جاگیرداروں کو دیگئی تھیں

(ب) جاگیرداروں کو جن کی سالانہ تفویضگی پانسو روپیہ یا اس سے زیادہ ہو۔ بطور حق مالکیت اور بطور اُس کی جاگیر کے جزو کے ایک خودکاشت سکونتی رقبہ بھی عطا کیا گیا تھا۔ جو ہر جاگیردار کے لئے دو سو کنال سے چھ سو کنال تک تھا بیشتر اس کے کہ شاملات گاؤں کے کاشتکاروں کو تفویض کیا جاتا۔ یہ خودکاشت اور سکونتی حصوں کا تقرر خالصہ اراضی میں کیا گیا

(ج) اور جملہ اشخاص کو جنہیں جاگیرات تفویض کی گئی تھیں۔ یہ حق حاصل تھا۔ کہ وہ اراضیات دیہہ پر

بھی پورے حقوق استعمال کرتے۔ ان احکام کا صاف نتیجہ یہ تھا۔ کہ اراضیات جاگیر کا کاشتکار بنجر زمین کو ملا کر اپنے رقبہ میں اس حد تک اضافہ نہیں کر سکتا تھا۔ جب کا کہ وہ راج تلک مراعات کے تحت مستحق تھا۔

جاگیرداری کے خاتمہ پر کاشتکار دیہات جاگیر کو یہ حق دیا گیا ہے۔ کہ وہ بنجر زمین کے شمول سے اپنے رقبہ میں اس مقصد کے مطابق جو کہ راج تلک مراعات کا ہے اضافہ کرے۔ بالآخر اس طریق سے کاشتکار کے ساتھ ایک منصفانہ سلوک کیا گیا ہے

(۱) زیر کیبنٹ آرڈر ۲-۲-سی بابت سال ۱۹۴۸ء جملہ اراضیات عطا شدہ بحق جاگیرداران یا علاقہ داران مطابق پیرا ۲ اعلان ۵۸-ایل بابت ۱۹۳۱ء شاہی احکام ۱۵۸-سی، ۱۵۷-سی مورخہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۳۳ء اور احکام مورخہ ۸ دسمبر ۱۹۳۴ء کے پیرا ۲ مشتمل بر باغات اگر کوئی ہو۔ بحق گورنمنٹ فوراً واپس ہونگی۔

(۲) اور تمام عمارات اور دیگر تعمیرات جو مشتہ کردہ صدر اراضیات پر استادہ ہوں۔ بحق گورنمنٹ ضبط ہونگی۔ بشرطیکہ ایسی تعمیرات کے مالک کو اس حکم کی

تاریخ سے ایک سال کے اندر مذکورہ اراضی سے ایسی تعمیرات اور عمارات کا سامان اٹھانے کا اختیار ہو۔

جاگیرداروں کے قبضے سے جو اراضی خالی کرائی گئی ہے۔ وہ اب ان کسانوں کے لئے قابل استفادہ ہوگی جو جاگیر کے دیہات میں سکونت پذیر ہوں گے۔ اور ان کو یہ حق ہوگا۔ کہ وہ اسی قدر زمین اپنے زیر کاشت لائیں جسقدر کہ موجودالوقت میں اراضی اُن کے زیر قبضہ ہے

"نیا کشمیر" کا مقصد و مدعا یہ ہے۔ کہ دیہاتی اقتصادیات کو بنیادی طور پر جدت بخشے۔ جس کے نتیجہ کے طور پر اراضی کے تعلقات بنیادی طور پر تبدیل ہو جائیں کیونکہ جب تک یہ نہ کیا جائیگا۔ نفع رسان اقدام غیر مؤثر رہیں گے۔

اقتصادی مداوے مثلاً پیداوار کے طریقوں میں ترقی اور ہر قسم کے زراعتی ساز و سامان منڈی کی بہتر سہولیات اور استعمال اراضی ایسے اقدام بذات خود مفید ہیں۔ لیکن اگر ان کو اقتصادی اور سماجی جزئیات جس سے کہ اس ہیئت ترکیبی کا تعین ہوتا ہے۔ اور جس کے اندر وہ کر کاشتکار کو کام کرنا چاہیئے۔ اگر ان سے

علیٰحدہ اور بیگانہ رکھا جائے ۔ تو یہ مدادسے کسان کی
قسمت کو بہتر نہیں بنا سکیں گے ۔ بہرحال "نیا کشمیر" مجوزہ
اقتصادی تنظیم کو زور پر آنے سے پیشتر پُر امن عبوری دور
کو فوقیت دیتا ہے ۔ یہ ایسا دور ہوگا ۔ جس میں کم تکالیف
کا سامنا ہوگا ۔ نئی بظاہر اقتصادی تنظیم میں ریاست کے
مختلف حصوں میں رائج شدہ زرعی لگان داری کے طریق
کی تحقیقات ہونے پر تمام متعلقہ اعداد وشمار کا تجزیہ
اور فراہمی نیز زمینداری کے خاتمہ پر متبادل لگان داری
اور کاشتکاری کے کارآمد طریقوں کی جانچ پڑتال شامل
ہے ۔ ایسی تحقیقات کے لئے وقت درکار ہے ۔ اور
حالات کے سازگار ہونے پر ہی ایسی تبدیلیاں عمل میں
آسکتی ہیں ۔ اور کہ مکمل اور مناسب تحقیقات کے بعد
پرانے اقتصادی نظام کو نئے نظام میں پُر امن طریقہ
اور بغیر کسی قسم کے انتشار اور نقصان کے بدل دیا جائے

(۴) غیر تجارتی قرضہ جات کا التوا

زرعی مقروضیت کیطرح جملہ غریب طبقات مثلاً

کاریگروں ۔ دستکاروں اور محنت کش اشخاص کی مقروضیت بھی بڑا مرض ہے ۔ یہ افراد صرف اُس سطح پر زندگی بسر کرتے ہیں جہاں صرف نان شبینہ ہی میسر آتا ہے ۔ یہ بھی مُلک کا ایک مشکل ترین مسئلہ ہے ۔ گو جہاں تک ممکن ہو ۔ اس قسم کے قانون کی ضرورت ہے ۔ کہ قرض دہندہ ساہوکار ایک مناسب درجہ کا کام لے ۔ لیکن خود قانون بھی اس ضرورت کو پورا نہیں کرتا ۔ اور کسان اور محنت کش کا مقروضیت سے نجات حاصل کرنا ممکن نہیں ۔ تاوقتیکہ اس کے منافع میں اضافہ نہ ہو اور تاوقتیکہ قرض کے لئے دوسری سہولتیں اس کے لئے مہیا نہ کی جائیں ۔ موجودہ ضرورت کا اقتضا یہ تھا کہ آبادی کے غریب طبقات کو فوری امداد مہیا کی جاتی اور زیر آرڈیننس نمبر ۲۱ سمت ۲۰۰۰ جملہ نالشات اور کارروائیات جو اجراء کی یا اور کسی نوعیت کی ہوں ۔ جن کا مقصد وصولی قرضہ ہو ۔ ایک سال کی مدت کے لئے مندرجہ ذیل کے لئے ملتوی کی گئی ہیں :-

(الف) کوئی کاشتکار جس کی تشریح تحتی دفعہ ۲ ایکٹ دادرسی اشخاص زراعت پیشہ سمت ۱۹۸۳ میں کیگئی ہے

(ب) بافندگان ہر قسم۔
(ج) ہانجیاں۔
(د) دستکار اور کاریگر جن میں کشیدہ کار بھی شامل ہیں۔
(ھ) ہر قسم کے محنت کش جن میں کارخانہ کے مزدور بھی شامل ہیں۔
(و) کوئی دیگر شخص یا اشخاص کی جماعت جن کا اعلان ناظم اعلیٰ کی جانب سے اس بارہ میں اعلان ہو چکا ہو۔ اور
(ز) غیر تجارتی قرضہ جات جو دو ہزار روپیہ سے زائد نہ ہوں۔ لیکن جن میں حسب ذیل قرضہ جات شامل نہ ہونگے:۔
(۱) وہ قرضہ جو گورنمنٹ کو واجب الادا ہو۔ یا گورنمنٹ کی جانب سے دیا گیا ہو۔
(۲) وہ قرضہ جو ایک تجارتی ادارہ کی جانب سے دوسرے ادارہ کو واجب الادا ہو۔
(۳) اس آرڈیننس کے اجراء کے بعد حاصل کردہ قرض جس کے بارہ میں قرضخواہ نے اس بیان سے سب تسبتدار کے روبرو خاص طور پر اپنے آپ کو پابند کر لیا ہو۔ کہ وہ اس قرضے کو اس عرصہ کے اندر جب تک یہ آرڈیننس نافذ الوقت رہیگا۔ ادا کر دے۔

آرڈیننس مذکورہ کی شرائط کے تحت تجارتی قرضہ جات میں کم دخل اندازی ہوئی ہے۔ امداد صرف اُن اشخاص کو دینگے ہے۔ جو اس کے مستحق ہیں۔ اور یہ وہ اشخاص ہیں۔ جو حکومت یا سوسائٹی کی جانب سے اقتصادی کس مپرسی میں مبتلا ہیں۔ اور تنگدستی کا بہت زیادہ شکار ہیں

(۵) التوائے بیدخلی

اس امداد کے ساتھ آرڈیننس ۲۳ سمت ۲۰۰۱ کے تحت ریاست میں رہنے والے مزارعان کو بھی امداد دیگئی ہے۔ جس کے تحت جملہ کارروائیات بیدخلی جو عدالت ہال میں کسی مزارع کے خلاف زیر تجویز ہوں یا جو جاری یا دائر کی ہوں۔ ایک سال کے لیے اس آرڈیننس کی تاریخ سے جبکہ یہ گورنمنٹ گزٹ میں شائع ہوا ہو۔ ملتوی کی جائے گی۔ اور کسی نالش پہ کارروائی یا اس کے بارہ میں اجراء کسی عدالت ہال میں نہ ہوگا۔ جس کا مقصد یہ ہو۔ کہ مذکورہ مدت میں مزارع کو بیدخل کیا جائے۔

(۶) زیادہ اناج اُگاؤ کی تحریک

نیشنل کانفرنس کی زرعی سکیم کا مقصد یہ ہے۔ کہ اناج کے بارے میں ملک اپنی ضروریات کا خود کفیل ہو۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کا ذریعہ یہ ہے۔ کہ قابل کاشت بنجر اراضی کو بروئے کار لایا جائے اور سکیم میں یہ بات درج ہے۔ کہ جملہ قابل کاشت بنجر اراضی جو موجودہ وقت میں خالی پڑی ہے۔ لوگوں کی ملکیت میں دے دی جائے اس بارے میں زیر کونسل آرڈر ۱۹۴۸ء سی مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۴۸ء یہ حکم دیا گیا ہے۔ کہ تابع ضرورت چارہ ذیل کی سرکاری اراضیات پر بمطابق عمل غلہ بٹائی کاشت کی اجازت دی جائے۔

۱۔ جملہ نوتوڑ ناجائز رقبہ جات۔

۲۔ جملہ کاہ کرشم رقبہ جات

۳۔ جملہ قابل کاشت خالصہ بنجر اراضیات

۴۔ جملہ اراضیات جو جھیل ڈل۔ ہوکر سر۔ ہائیگام اور دریائے جہلم اور دیگر نالہ جات و ندیوں کے کناروں کے اردگرد کاشت کے لئے موجود ہیں۔

۵۔ جملہ رقبہ جات جو ملٹری فارم اور رکھوکھ کے کنٹرول میں ہیں۔ اور جن میں ناڑی اور دوسری اقسام کا گھاس پیدا کرنے والے رقبہ جات شامل ہیں۔

۶- جملہ رقبہ جات جو شکارگاہ کی پہاڑیوں کے دامن میں واقع ہیں ۔ بسوائے اُن قطعاتِ اراضی کے جن کی کاشت سے شکارگاہوں کو نقصان پہنچتا ہو۔

۷- بجز اراضیات کے جملہ قطعات جن پر درخت استادہ نہیں اور جو محدود اور غیر محدود جنگلات میں واقع ہیں۔

۸- جملہ رقبہ جات جو بیروزگار گریجویٹوں اور سابقہ ملازمین کو عطا کرنے کی خاطر رکھے گئے ہیں۔

۹- خالصہ رقبہ جات جن پر جاگیرداروں اور ٹھیکداروں کا ناجائز قبضہ ہے۔

۱۰- جملہ رقبہ جات شاملات ماسوائے اُن رقبہ جات کے جو بندوبست کے دوران میں کاہچرائی کی غرض سے رکھے گئے ہیں

اندازہ لگایا گیا ہے ۔ کہ متذکرہ بالا قسم کی اراضیات میں سے چھ سے لے کر آٹھ لاکھ کنال قابل کاشت اراضی کو زیرکاشت لایا جائیگا - اور مناسب وقت میں یہ اراضی نو سے لے کر بارہ لاکھ خروار غلہ مثلاً چاول - گندم اور مکی پیدا کرے گی - توقع ہے - کہ مستقبل قریب میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ خروار شالی پیدا کی جائیگی۔

ان رقبہ جات کو زراعت پیشہ نادار اسامیوں اور

اور کسی قسم کی زمین نہ رکھنے والے زراعت پیشہ محنت کشوں اور اُن چھوٹے چھوٹے کسانوں میں تقسیم کی جائیگی جن کی اراضیات منفعت بخش کاشت کے لئے بہت ناکافی ہوں۔ رقبہ جات کی تقسیم کے اس طریقہ سے دیہاتی آبادی کے اُن ہزار ہا غریب لوگوں کو کام اور خوراک میسر ہو جائیگی جن کے پاس فی الوقت یا تو بہت تھوڑا کام ہے۔ یا سرے سے ہے ہی نہیں۔ اور جو فاقہ کشی کی نوبت کو پہنچ چکے ہیں۔ موجودہ وقت میں وادیٔ کشمیر کی غذائی حالت بدترین ہو چکی ہے۔ اور مجوزہ کے نفاذ نے بسا اوقات اُن چھوٹے چھوٹے کسانوں پر ضرب کاری لگائی ہے۔ جن کی اراضی ایک کنال تک ہی محدود ہوتی ہے۔ اور جو قطع نظر اُن کے حقیقی ضروریات کے مجوزہ سے مستثنیٰ ہیں۔ نیشنل کانفرنس کی یہ پالیسی رہی ہے۔ کہ ہر ایک کسان کو دیہات کی پیداوار سے مستفید ہونے کا حق دیا جائے۔ اس کے علاوہ شہر سرینگر کے لوگوں اور دیگر رقبہ جات کے اہلیان کو مناسب قیمتوں پر اناج میسر ہو۔ "زیادہ غلہ پیدا کرو" کی مہم سے یہ توقع وابستہ ہے۔ کہ اپنے کاشتکار

کو امداد حاصل ہوگی۔ اور قصبوں میں رہنے والے لوگوں کی کافی مقدار میں خوراک مہیا کر کے قابل قدر حد تک مدد کی جائے۔

عوامی تعاون کیطرف اقدام

تحصیل اور ضلع کی کونسلیں

نئے کشمیر کے مطابق ریاستی حکومت کے کل پرزے لوگوں کی پنچایتیں ہوں گی۔ موجودہ فوری ضرورت کے زمانے میں جبکہ دشمن ہمارے ملک کے بعض حصوں میں ڈیرے ڈالا ہوا ہے۔ اور جبکہ تمام طاقتیں اُس سے نبرد آزمائی میں مصروف ہیں۔ یہ ممکن نہیں۔ کہ انتخابات منعقد کئے جائیں۔ بہرحال ریاست موجودہ آئینی دستور کے پیش نظر اور اس لئے کہ مقبول عام رہنماؤں کو مکمل اختیارات حاصل ہوئے ہیں۔ یہ ضروری تھا۔ کہ دیہاتی آبادی کے نمائندگان کو نظم و نسق کے مختلف شعبوں میں شریک کیا جائے۔ تاکہ

افسروں اور ملک کے لوگوں میں بہتر تعاون ہوسکے ان مشکل ایام میں جبکہ لوگوں کی قوتوں کو فوری تعمیل احکام کے لئے ایک مرکز پر لانا چاہئے۔ یہ باہمی تعاون ہی گورنمنٹ کی حکمت عملی اور پروگراموں کو زیر عمل لاسکتا ہے۔ اور اسی سے جائز شکایات رفع ہوسکتی ہیں۔ اور سرکاری مشینری کے تمام نقائص دور ہوسکتے ہیں۔ تاکہ وہ بے روک ٹوک چلے۔ زیر حکم ۲۰۴ سی بابت ۲۰۰۹ھ ہر ایک تحصیل میں تحصیل کونسلوں کو تشکیل دی گئی ہے۔ اس کا صدر تحصیل کی نیشنل کانفرنس کا پریزیڈنٹ ہوگا اور تحصیلدار اس کا "کنوینر" اور زیادہ سے زیادہ دیگر پانچ افراد اس کے ممبر ہوں گے۔

یہ کونسل تحصیل کے صدر مقام پر کم از کم مہینے میں ایک میٹنگ کیا کرے گی۔ لیکن فوری ضرورت کے وقت "چیئرمین" اور "کنوینر" کے بلانے پر اس کے زیادہ اجلاس بھی ہوسکتے ہیں۔ ان کونسلوں کا یہ فرض ہوگا۔ کہ وہ حکومت کے احکام کی تعمیل کی نگرانی بمطابق گورنمنٹ پالیسی

کرے۔ لیکن یہ ممبر انفرادی طور پر ان احکام کی تعمیل میں اور اگزیکیٹو حکام کی معمولی بجا آوری فرائض میں دخل اندازی نہ کریں گے۔ کیونکہ اگر یہ بے اعتنائی روا رکھی جائے۔ تو حکومت کی اگزیکٹو مشینری آسانی اور غیر جانبداری کے ساتھ کام کرنے سے عاری رہے گی۔

ضلع کی کونسلیں بھی بنائی گئی ہیں۔ جو جملہ پریذیڈنٹاں تحصیل اور ضلع کے تحصیلداروں پر مشتمل ہوں گی۔ اس کا چیئرمین نیشنل کانفرنس کا ڈسٹرکٹ پریذیڈنٹ اور "کنوینیر" وزیر وزارت ہوگا۔ فی الحال تحصیل کونسل کے ممبران کا انتخاب نیشنل کانفرنس کے جنرل سکریٹری۔ ضلع اور تحصیل کے پریذیڈنٹاں کی سفارش پر آنریبل ریونیو منسٹر کریں گے۔ ضلع اور تحصیل کے پریذیڈنٹاں اُن اشخاص کی سفارش بھی کر سکتے ہیں۔ جن کے نام نیشنل کانفرنس کے رجسٹر رکنیت میں درج نہ ہوں

تحصیلات اننت ناگ ۔ بارہ مولہ ۔ پلوامہ ۔ کلگام ۔ ہندواڑہ اور بڈگام کے لئے ایسی

چھ تحصیل کونسلیں بنائی جا چکی ہیں۔

اس مقصد کی کامیابی کے لئے کہ دیہاتی نمائندہ اداروں سے لے کر شہری اداروں تک اپنے نمائندے بلا روک ٹوک چننے کا اختیار دینے کے لئے جموں وکشمیر گورنمنٹ نے کونسل کے حکم ۲۳ سی جے مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۵۱ء کی رُو سے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ریاست میں تمام ذیلدار اور نمبردار کی اسامیوں کو بذریعہ انتخاب پُر کیا جائے۔ دیہاتی نظام میں یہ دو بڑی اہم حیثیت کی اسامیاں ہیں۔ لیکن یہ اب ایسی ذلیل سطح پر آچکی ہیں۔ جس سے ذاتی مفاد وابستہ ہیں اور جن کی غرض یہ ہے۔ کہ غریب کسانوں سے رشوت حاصل کی جائے۔ اُن پر تشدد اور اُن سے ناجائز فائدہ حاصل کیا جائے۔ یہ اسامیاں وراثتاً بیٹوں کو حاصل ہوتی تھیں اور جب تک ان پر کام کرنے والے جو غیر ذمہ دار نوکرشاہی کے نامزد ہوتے تھے۔ اس کے فرمانبردارانہ

اور رضا مندانہ طور پر کام کرتے رہتے - تو انہیں
ان دراز دستیوں کا خوف نہ ہوتا - جو وہ ناجائز
فائدہ حاصل کرنے کے سلسلہ میں کرتے - لہٰذا نمبردار
اور ذیلدار کی اسامیوں کو بذریعہ انتخاب پُر کرنے
میں نہ صرف سیاسی اہمیت ہی ہے - بلکہ یہ طریق
کار دیہاتی آبادی کو بڑی حد تک آسانی مہیا کریگا
علاوہ اس امر کے کہ اس طریق سے جمہوریت کی
بنیادی تربیت حاصل ہوگی - اس اقدام سے
یہ مقصد بھی حاصل ہوگا - کہ ذیلدار اور نمبردار
کی اسامیوں کو ایک مفید عام ادارہ بنایا جائے
اس سے حقیقی طور پر لوگوں پر ایک نفسیاتی اثر
ہوگا - جن کو یہ احساس دلایا گیا ہے - کہ
فی الحقیقت اختیارات ان ہی لوگوں کے
ہاتھوں میں ہیں۔

اس طریق سے ان لوگوں کو
امداد مہیا کرنے کا آغاز کیا گیا ہے - جو
ناقابل برداشت بوجھ اٹھائے ہوئے

سے تھے۔ اُس وقت تک جب تک کہ وہ صبر و تحمل سے اسے چپ چاپ برداشت کر سکتے۔ اور بالآخر جن کی نگاہوں میں اُمید کی کرن جھلک اُٹھی جب اُن کے رہنما شیر کشمیر شیخ محمد عبداللہ نے اُنہیں حوصلہ دلایا۔ اور اُنہوں نے اپنی خمیدہ پشت کو سیدھا کر لیا۔ اور موصوف کی قیادت کے تحت آزادی اور نئے کشمیر کی منزل کی طرف قدم بڑھانا شروع کیا۔

محکمہ نشر و اشاعت حکومت جموں و کشمیر نے گلفشن پریس میں چھپا کر
شائع کیا